## تحقیق و تنقید

# کفالتِ نبوی کی وصیتِ عبدالمطّلبی

پروفیسر ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی

اب یہ روایت متواتر و متفقہ بن گئی ہے کہ جناب عبدالمطلب ہاشمی نے اپنی وفات کے وقت اپنے فرزند جناب ابوطالب بن عبدالمطلب ہاشمی کو اپنے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت کی وصیت کی تھی اور اس وصیتِ پدری کے احترام و عقیدت میں ابوطالب ہاشمی نے زندگی بھر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت و حمایت کی اور اس محبّت و تعلقِ خاطر اور جذبۂ دل کے ساتھ کی کہ اس کے سارے حقوق اور ذمہ داریاں ادا کر دیں۔

مصادرِ سیرت اور مآخذِ تاریخ کی روایتِ خاص اور روایاتِ عام سے قطع نظر، تمام جدید اہلِ قلم، سیرت نویسوں اور اسلامی تاریخ نگاروں نے اس روایت کو اتنی شہرت و قبولیت بخشی کہ وہی اور صرف وہی، سکۂ رائج الوقت بن گئی۔ عام اہلِ علم کا کیا ذکر، خاص علمائے سیرت اور مؤلفینِ تاریخ بھی اس کے مستند و معتبر ہونے کے اتنے قائل ہیں کہ دوسری روایات و اخبار کی طرف دھیان ہی نہیں دیتے۔ بلکہ ان کے خیال میں اس کے علاوہ اور کوئی روایت ہے ہی نہیں۔ اگر خال خال کوئی صاحبِ بصیرت دوسری روایات کا ذکر کرتا ہے تو سکّہ بند اہلِ قلم اوّل تو اسے درخورِ اعتنا نہیں سمجھتے اور ذرا توجہ دی بھی تو اس کے پیچھے ان کو غیر علمی محرک اور غیر حقیقی توجیہ و تاویل نظر آنے لگتی ہے۔

کفالتِ نبوی سیرتِ رسول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ایک اہم باب اور ایک نازک موڑ ہے۔ حیاتِ نبوی کے بہت سے واقعات اور حالات مختلف شخصیات سے تعلقات اس سے براہِ راست یا بالواسطہ وابستہ ہیں، ولادتِ مبارکہ سے قبل کے زمانے سے لے کر عبدالمطلب ہاشمی کی وفات تک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عظیم و شفیق مربّی دادا کے زیرِ کفالت رہے اور اپنے اعمام و عمّات کی الطاف آپ کو حاصل رہیں اور ان سے زندگی بھر کے

تعلقات کی بنا پڑی۔ ان کے ذریعہ متعدد اعزہ واقارب سے رشتے استوار ہوئے۔ ان تمام پہلوؤں سے اس اہم سماجی مرحلۂ حیات کا تجزیہ ضروری ہے۔

## جدید سیرت نگار

سب سے پہلے عبدالمطلب ہاشمی کی وصیت کے مطابق ابوطالب کی کفالتِ نبوی پر جدید اہلِ قلم کے خیالات ملاحظہ کیجیے۔ مولانا شبلی نعمانی نے لکھا کہ: "عبدالمطلب نے مرنے کے وقت اپنے بیٹے ابوطالب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت سپرد کی"[۱] سلیمان منصورپوری رقم طراز ہیں کہ: "ابوطالب آنحضرتؐ کے چچا تھے اور آپؐ کے والد کے حقیقی بھائی۔ اب وہ آنحضرتؐ کی نگرانی اور تربیت کے ذمہ دار بنے"[۲] ادریس کاندھلوی نے اسی خیال کو اپنے الفاظ میں اس طرح ادا کیا ہے: "ابوطالب چونکہ حضرت عبداللہ کے حقیقی اور عینی بھائی تھے اس لیے عبدالمطلب نے مرتے وقت آپؐ کو ابوطالب کے سپرد کیا اور یہ وصیت کی کہ کمالِ شفقت اور غایتِ محبت سے ان کی کفالت اور تربیت کرنا"[۳] ابوالاعلیٰ مودودی کی تحقیق ہے کہ: "عبدالمطلب کی وفات کے بعد بعض روایات کی رو سے ان کی وصیت کے مطابق اور بعض دوسری روایات کے مطابق بطورِ خود ابوطالب نے حضورؐ کو اپنی کفالت میں لے لیا... ابوطالب حضورؐ کے حقیقی چچا تھے"[۴] ابوالحسن علی حسنی ندوی کا بیان ہے: "دادا کے انتقال کے بعد آپ اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ رہنے لگے جو آپ کے والد کے حقیقی بھائی تھے۔ عبدالمطلب ان کو آپ کی خبرگیری اور حسنِ سلوک کی وصیت برابر کرتے رہتے تھے، اس لیے وہ یکسو ہو کر آپ کی طرف متوجہ ہو گئے"[۵] صفی الرحمٰن مبارکپوری کا خیال ہے کہ "وہ وفات سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب

---

[۱] سیرت النبی اول ص ۱۲۶

[۲] رحمۃ للعالمین، اول ص ۴۱

[۳] سیرۃ المصطفیٰ اول ۸۸ بحوالہ عیون الاثر

[۴] سیرت سرورِ عالم، دوم ص ۱۰۱

[۵] نبی رحمت ۱/۱۰۶ بحوالہ سیرۃ ابن ہشام ق ۱/۱۷۹

کو جو آپ کے والد عبداللہ کے سگے بھائی تھے، آپ کی کفالت کی وصیت کر گئے تھے[۱]
اردو سیرت نگاروں میں مذکورہ بالا کا شمار ان اہلِ علم میں ہوتا ہے جو محققین کہلاتے ہیں اور ان کو سیرت نگاری کا بانی سمجھا جاتا ہے۔ دوسرے سیرت نگاروں نے بھی اکثر و بیشتر یہی طرزِ فکر اپنائی ہے اور اپنے ان اکابر کی پوری پیروی کی ہے۔ عربی اور انگریزی کے سیرت نگاروں کے خیالات و نتائجِ فکر اس باب میں ان سے قطعی مختلف نہیں ہیں، بس الفاظ و تعبیر کا فرق ہے۔ مثلاً ملاحظہ کیجئے محمد عبداللہ خفاجی (سیرۃ خاتم المرسلین ۲۲۰) محمد حمید اللہ (محمد رسول اللہ، نقوش رسول نمبر دوم ۵۱۹) شاہ معین الدین احمد ندوی (تاریخِ اسلام، اول ۱۵) عبدالرؤف دانا پوری (اصح السیر، ۵۱) محمد بن عبدالوہاب (مختصر سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، ۳۰، ۶۵)
اہلِ علم کی اس پوری جماعت میں شاہ محمد جعفر پھلواری جیسے بعض مؤلفینِ سیرت ہیں جن کو احساس و شعور ہے کہ "آمنہ اور عبدالمطلب کے بعد چچا زبیر پھر ابو طالب نے بڑی عمدگی سے پرورش کا حق ادا کیا...."[۲]

## مشہور روایت

مشہور روایت کی اصل حقیقت اور پایۂ اعتبار کا صحیح پتہ سیرتِ نبوی کی قدیم و اصل روایات کے تجزیہ سے ہی ممکن ہے۔ اس لیے قدیم مصادرِ سیرت اور ان کی روایات و اخبار کا پہلے جائزہ لیا جا رہا ہے اور پھر ان پر محاکمہ کیا جائے گا تاکہ حقیقت کا پتہ چل سکے۔ جائزۂ روایات کا آغاز ابنِ اسحاق کی سیرتِ نبویہ کی روایت سے کیا جا رہا ہے کہ وہ قدیم ترین مفصل و کامل سیرتِ نبوی ہے، اگرچہ اس سے پہلے کی بعض مختصر کتبِ مغازی کا سراغ بھی اب مل گیا ہے اور وہ دستیاب بھی ہیں۔ جیسے حضرت عروہ بن زبیر اسدی کی "مغازی رسول اللہ" جو ابوالاسود محمد بن عبدالرحمٰن اسدی کی روایت پر مبنی ہے۔ لیکن ان میں یہ بابِ سیرت نہیں پایا جاتا۔

---

[۱] الرحیق المختوم، اردو ۸۸ بحوالہ تلقیح الفہوم ۷؛ ابن ہشام ۱/۱۲۹
[۲] پیغمبرِ انسانیت، لاہور، ۱۹۹۰ء، ۲۰۶

ابن اسحاق کی روایت قدیم ترین بھی ہے اور اہم ترین بھی۔ اس میں ہے:

"وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد عبد المطلب مع عمّه أبي طالب، وكان عبد المطلب - فيما يزعمون - يوصي به عمّه أبا طالب، وذلك لأن عبد الله أبا رسول الله صلى الله عليه وسلم، وأبا طالب أخوان لأب وأم، أمّهما: فاطمة بنت عمرو بن عائذ بن عبد بن عمران ابن مخزوم. قال ابن هشام: عائذ ابن عمران بن مخزوم. قال ابن اسحاق وكان ابوطالب هو الذي يلي أمر رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد جدّه فكان اليه ومعه"[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبد المطلب کے بعد اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ رہے، بیان کیا جاتا ہے کہ عبد المطلب نے آپ کے چچا ابوطالب کو وصیت کی تھی، اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبد اللہ اور چچا ابوطالب دونوں حقیقی بھائی تھے، ان کی ماں فاطمہ بنت عمرو ابن عائذ بن عبد بن عمران بن مخزوم (اور ابن ہشام کے مطابق عائذ بن عمران بن مخزوم) تھیں، ابوطالب ہی نے آپ کے دادا کے بعد آپ کی سرپرستی اور خبرگیری کی تھی۔

ابن جریر طبریؒ نے ایک روایت حضرت ابن عباسؓ کی سند سے یہ نقل کی ہے:

"كان النبي صلى الله عليه وسلم في حجر أبي طالب بعد جدّه عبد المطلب."[2]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دادا عبد المطلب کے بعد ابوطالب کی پرورش میں رہے۔

اور دوسری روایت ابن اسحاق سے نقل کی ہے جس میں چند الفاظ و تعبیرات کا فرق ہے لیکن مفہوم ایک ہی ہے[3]

ابن سعد کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

لما توفي عبد المطلب قبض — جب عبد المطلب کی وفات ہوگئی تو

---

[1] ابن ہشام، سیرۃ النبی ۱/۱۹۳، مرتبہ محمد محی الدین عبد الحمید

[2] تاریخ طبری ۲/۱۶۶، مرتبہ محمد ابوالفضل ابراہیم، دار المعارف مصر ۱۹۶۱ء

[3] تاریخ طبری ۲/۲۰۷

| | |
|---|---|
| ابوطالب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الیہ فکان یکون معہ[۱] | ابوطالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی سرپرستی میں لے لیا چنانچہ آپ ان کے ساتھ رہتے تھے۔ |

اس سے قبل ایک اور روایت بھی ہے جس کا متن یہ ہے:

| | |
|---|---|
| فلمّا حضرت عبد المطلب | جب عبد المطلب کی وفات کا وقت |
| الوفاۃ أوصی أبا طالب بحفظ | قریب آیا تو انھوں نے ابوطالب کو |
| رسول اللہ صلی اللہ علیہ | وصیت کی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم |
| وسلم وحیاطتہ"[۲] | کی حفاظت اور نگہداشت کریں گے۔ |

ابن کثیر نے حسب دستور تمام دستیاب روایاتِ حدیث وسیرت کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے چنانچہ ان کی متعلقہ فصل میں ابن اسحاق، واقدی، ابن سعد کی مذکورہ بالا روایات موجود ہیں۔ ان میں وصیتِ عبد المطلب کی روایت بھی ہے:

| | |
|---|---|
| "وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دادا |
| وسلم بعد جدّہ عبد المطلب | عبد المطلب کے بعد اپنے چچا ابوطالب |
| مع عمّہ أبی طالب لوصیۃ | کے ساتھ رہے، اس لیے کہ عبد المطلب |
| عبد المطلب لہ بہ، ولانہ | نے انھیں اس کی وصیت کی تھی اور وہ |
| کان شقیق أبیہ عبد اللہ"[۳] | آپ کے باپ عبد اللہ کے حقیقی بھائی تھے۔ |

ابن کثیر کی السیرۃ النبویۃ میں ایک مختلف روایت بھی پائی جاتی ہے۔ اس کا ذکر آگے آئے گا۔

یعقوبی نے اپنی روایت میں عبد المطلب ہاشمی کی وصیت کی ایک بالکل نئی جہت پیش کی ہے۔ لکھا ہے:

| | |
|---|---|
| وأوصی عبد المطلب الی | عبد المطلب نے اپنے بیٹے زبیر کو حکومت |
| ابنہ الزبیر بالحکومۃ وأمر | اور خانۂ کعبہ کی نگہبانی کی وصیت کی اور |

---

[۱] الطبقات الکبریٰ، دار صادر بیروت ۱۹۶۰ء ۱/۱۱۹

[۲] طبقات ابن سعد ۱/۱۱۸

[۳] البدایۃ والنہایۃ، مطبعۃ السعادۃ مصر ۲/۲۸۲

| | |
|---|---|
| الكعبة وإلى أبي طالب برسول الله وسقاية زمزم [۱] | ابوطالب کو رسول اللہ اور سقایہ زمزم کی وصیت کی۔ |

ابن خلدون نے ابن اسحاق کی روایت کو بلا چون وچرا قبول کرلیا ہے:

| | |
|---|---|
| وهلك عبد المطلب لثمان سنين من ولادته، وعهد به إلى ابنه أبي طالب فأحسن ولايته وكفالته [۲] | آپ کی ولادت کے آٹھویں سال عبدالمطلب کی وفات ہوئی۔ انھوں نے اپنے بیٹے ابوطالب کو آپ کی دیکھ بھال کی وصیت کی تھی چنانچہ انھوں نے اچھی طرح آپ کو اپنی کفالت میں رکھا۔ |

مسعودی کی روایت میں وصیت کا حوالہ نہیں لیکن کفالتِ ابوطالب کا مختصر ذکر ہے جو قدیم مآخذ کی بازگشت ہے۔[۳]

ابن اثیر نے بھی اسی روایت کو مع ذکرِ وصیت بیان کیا ہے۔[۴]

ابن سید الناس نے ابن اسحاق کی روایت اپنے الفاظ میں پیش کردی ہے۔ اہم بات ہے کہ اس میں ان کا تبصرہ بھی موجود ہے۔

| | |
|---|---|
| وبقي رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد مهلك جده عبد المطلب مع عمه أبي طالب وكان عبد المطلب يوصيه به فيما يزعمون و | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دادا عبدالمطلب کی وفات کے بعد اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ رہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ عبدالمطلب نے انھیں اس کی وصیت کی تھی۔ اس لیے کہ رسول اللہ |

---

۱ تاریخ الیعقوبی، دارصادر بیروت ۱۹۶۰ء، ۲/ ۱۳

۲ تاریخ ابن خلدون، دارالکتاب اللبنانی بیروت ۱۹۵۶ء، ۲/ ۷۱۱

۳ "في السنة الثامنة من مولده توفي جده عبد المطلب وضمه عمه أبو طالب إليه وكان في حجره..." مروج الذهب، المطبعة البهية المصرية، ۱۳۴۶ھ، ۱/ ۳۹۹

۴ "توفي عبد المطلب بعد الفيل بثماني سنين، وأوصى أبا طالب برسول الله صلى الله عليه وسلم، وكان أبو طالب هو الذي قام بأمر النبي صلى الله عليه وسلم بعد جده..." الکامل فی التاریخ، دارصادر بیروت ۱۹۶۵ء، ۲/ ۳۷

| | |
|---|---|
| ذٰلك أن عبد اللّٰه أبا رسول اللّٰه ﷺ وأبا طالب أخوان لأبٍ وأم...[1] | کے باپ عبد اللہ اور ابو طالب دونوں حقیقی بھائی تھے۔ |

حلبی نے سیف ذی یزن کی خدمت میں جانے والے وفدِ قریش سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ابو طالب عبد المطلب کی حیات ہی میں کفالتِ نبوی میں اپنے والد کے شریک تھے اور ان کی موت کے بعد وہ اکیلے ہی اس سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔ اگرچہ انھوں نے بلاذری کی روایت بھی نقل کی ہے[2]

## دوسرا نقطۂ نظر

مصادرِ سیرت و تاریخ میں بعض دوسری روایات و اخبار و مباحث کا بھی ذکر ملتا ہے جو کفالتِ نبوی کے باب میں ایک دوسرے نقطۂ نظر کو پیش کرتا ہے اور یہ نقطۂ نظر مشہور روایت کی قطعیت و تواتر پر سوالیہ نشان لگاتا ہے۔ بلاذری نے اپنے راویوں کی سند پر بیان کیا ہے کہ "عبد المطلب نے اپنے وقتِ آخر میں اپنے فرزندوں/ اولادوں کو جمع کیا اور ان سب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں وصیت کی زبیر بن عبد المطلب اور ابو طالب دونوں عبد اللہ کے سگے بھائی تھے یعنی ماں باپ دونوں کی طرف سے اور زبیر ان دونوں میں زیادہ بڑے تھے۔ زبیر اور ابو طالب نے قرعہ ڈالا کہ ان دونوں میں سے کون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت کرے گا اور قرعہ ابو طالب کے نام نکلا، لہٰذا انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آغوشِ کفالت میں لے لیا اور کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر کے بجائے ابو طالب کو منتخب کیا تھا اور وہ (یعنی ابو طالب) آپؐ کے دونوں چچاؤں میں آپ پر سب سے زیادہ مہربان و شفیق تھے اور کہا جاتا ہے کہ عبد المطلب نے ان کو یعنی ابو طالب کو وصیت کی تھی کہ ان کے بعد آپ کی کفالت کریں۔ بعض نے روایت کی ہے کہ زبیر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت اپنی وفات تک کی اور ان کے بعد ابو طالب نے آپ کی کفالت کی' اور یہ روایت غلط ہے کیونکہ

---

[1] عیون الاثر، بیروت ۱۹۸۶ء، ۱/ ۵۹

[2] حلبی ۱/ ۱۱۳ - ۱۱۵ وما بعد

زبیر حلف الفضول میں شریک تھے اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر بیس سال سے زائد تھی، اور علماء میں اس پر کوئی اختلاف نہیں کہ عبد المطلب کی موت کے بعد پانچ سال سے بھی کم عرصہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو طالب کے ساتھ شام کے سفر پر گئے تھے۔[1]

علی بن برہان الدین حلبی نے تمام روایات کو جمع کر دیا ہے۔ ان کی اہم روایاتِ کفالت کا خلاصہ یہ ہے:

۱۔ عبد المطلب نے اپنی وفات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آپ کے چچا اور آپ کے والد کے حقیقی بھائی ابو طالب کو وصیت کی۔

۲۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا نے آپ کے بارے میں ابو طالب کو وصیت کی تو وہ آپ سے اتنی محبت کرتے تھے جتنی اپنی اولاد سے بھی نہ کرتے تھے۔

۳۔ اور کہا گیا ہے کہ ابو طالب اور زبیر نے، جو ان کے حقیقی بھائی تھے، قرعہ اندازی کی کہ ان دونوں میں سے کون آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت کرے گا اور قرعہ ابو طالب کے نام نکلا۔

۴۔ بیان کیا گیا ہے کہ آپؐ ہی نے ابو طالب کو چنا تھا کیونکہ آپؐ عبد المطلب کی موت سے پہلے ہی ان کی شفقت و محبت ملاحظہ فرمایا کرتے تھے۔ یہ بیان آگے آتا ہے کہ وہ آپؐ کی کفالت میں شریک تھے۔

۵۔ یہ روایت بھی بیان کی گئی ہے کہ عبد المطلب کی موت کے بعد زبیر نے آپؐ کی کفالت کی اور زبیر کی وفات کے بعد ابو طالب نے کفالتِ نبوی کی ذمہ داری سنبھالی لیکن اس قول کا قائل غلط ہے، کیونکہ زبیر حلف الفضول میں شریک رہے تھے، جب کہ آپ کی عمر شریف پچیس سال کے قریب تھی، جیسا کہ "اسد الغابہ" میں ہے۔ اس سے قبل قرعہ اندازی اور حلف الفضول میں آپؐ کی عمر پچیس سال ہونے پر شک کا اظہار کیا گیا ہے، کیونکہ اس وقت آپؐ کی عمر چودہ سال تھی، جیسا کہ ذکر آتا ہے۔

۶۔ اور بعض راویوں کے کلام میں یہ ذکر بھی آیا ہے کہ عبد المطلب کی موت کے بعد

---

[1] انساب الاشراف، مرتبہ محمد حمید اللہ، دار المعارف مصر ۱۹۵۹ء، ۱/۸۵؛ حلبی ۱/۱۱۴-۱۱۵

آپ کے حقیقی چچا اور والد مرحوم کے سگے بھائیوں زبیر اور ابو طالب دونوں نے کفالت کی اور پھر آپ کے چچا زبیر کی وفات ہو گئی تب آپ چودہ سال کے تھے اور اس کے بعد آپ کی کفالت کی انفرادی سعادت ابو طالب کے اکیلے حصہ میں آئی۔[1]

سیرت حلبی میں اس فصل کا عنوان "باب وفاۃ عبد المطلب وکفالۃ عمہ ابی طالب لہ صلی اللہ علیہ وسلم" باندھا گیا ہے۔ معلوم نہیں کہ وہ مولف گرامی کا قائم کردہ ہے یا کسی اور کا۔ بہر صورت اس میں عوامی شہرت اور مشہور روایت کا رنگ واضح ہے۔ اس پر بحث بعد میں آتی ہے۔

حافظ ابن کثیر نے ایک روایت امام اموی (یحیٰی بن سعید) کی مغازی سے اپنی سند پر اس باب میں نقل کی ہے۔ یہ روایت عثمان بن عبد الرحمٰن الوقاصی کے واسطے سے امام زہری تک اور ان سے امام سعید بن المسیب تک پہونچتی ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت میں آپ کے دونوں حقیقی چچا زبیر بن عبد المطلب اور ابو طالب بن عبد المطلب برابر کے شریک رہے۔ مشترکہ کفالت نبوی کا سلسلہ زبیر کی وفات پر ٹوٹ گیا اور اس کے بعد ہی ابو طالب کی خاص انفرادی کفالت نبوی کا آغاز ہوا۔ اس میں یہ صراحت بھی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چودہ برس کی عمر شریف تک زبیر و ابو طالب کی مشترکہ کفالت میں رہے۔[2]

## محاکمہ

علم و تحقیق کا ایک بنیادی اصول ہمیشہ سے یہ رہا ہے کہ تمام دستیاب روایات و اخبار کو جمع کیا جائے، ان کی تحلیل و تنقید کی جائے اور تجزیہ کے بعد ان میں سے جو صحت و واقعیت کی کسوٹی پر کھری اترے اسے قبول کیا جائے۔ غیر مستند و کمزور روایات کو مسترد کرنے سے پہلے ان کا حوالہ دینے کا رواج بھی ہمارے قدیم و جدید اسلامی محققین میں ہمیشہ سے رہا ہے۔ لیکن آنکھ بند کر کے روایات قبول کرنے کا سلسلہ ان ناقلین اخبار

---

[1] السیرۃ الحلبیۃ: انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون، المکتبۃ الاسلامیۃ، بیروت، غیر مورخہ ۱/۱۳۱

[2] السیرۃ النبویۃ، مرتبہ مصطفٰی عبد الواحد، بیروت ۱۹۷۱ء، ۱/۲۳۲

نے شروع کیا جو بقول ابن خلدون بچکانہ مزاج والے (متطفلین) اور کورانہ تقلید کرنے والے اخباری اور بے ہنر (بلید) اہلِ علم کہے جا سکتے ہیں۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت بالخصوص شفیق وکریم دادا عبدالمطلب کی وصیت سے متعلق روایات کو لینے اور قبول کرنے میں قدیم وجدید دونوں سیرت نگاروں اور اسلامی تاریخ نویسوں نے معیارِ اسلامی کا ثبوت دیا ہے اور نہ انصاف پسندانہ تاریخ وسیرت نگاری کا۔ اس کی بنیادی وجہ سہل انگاری اور ایک ماخذِ سیرت پر تکیہ کرکے روایات نقل کر دینے کی عادت ہے۔ قدیم وجدید بیشتر کتبِ سیرت کا یہی المیہ ہے کہ وہ روایات کی کھتونی بن کر رہ جاتی ہیں۔ ایک دو کتابوں کو سامنے رکھ کر ان سے لگے بندھے طریقے سے روایات لی جاتی ہیں اور بلا چھان پھٹک اور بغیر تحلیل وتجزیہ کے ان کو قبول کرکے سکّہ رائج الوقت بنا دیا جاتا ہے۔

کفالتِ نبوی کے معاملے میں جناب عبدالمطلب ہاشمی کی مشہورِ زمانہ وصیت کی روایت کے باب میں بھی ایسا ہی ہوا۔ ابن اسحاق وابنِ ہشام کی نقل کردہ روایت کو قبول کرکے شہرت دی گئی اور اتنی کہ وہ متواتر روایت کا درجہ اختیار کر گئی۔ بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ اسی کو صحیح ترین روایت بنا دیا گیا اور باقی روایات کو دانستہ یا غیر دانستہ مجروح، بلکہ غلط قرار دے دیا گیا۔ حالانکہ ابن اسحاق اور ان کے جامع ابنِ ہشام نے اس روایت کو ایک کمزور وضعیف بلکہ موضوع روایت کی حیثیت سے نقل کیا تھا۔ ان کی روایت میں ایک فقرہ "فیمایزعمون" روایت کے متن کے درمیان میں آتا ہے جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ جیسا کہ راویوں کا گمان ہے۔ ابن اسحاق کے طریقِ روایت کا تجزیہ بتاتا ہے کہ ان کو جب کسی روایت کی صحت پر شک ہوتا ہے تو وہ اس فقرہ کا یا اس سے ملتے جلتے الفاظ وتراکیب جیسے "زعم، یزعم، زعموا" وغیرہ کا استعمال کرتے ہیں[1]۔

اس روایتِ ابن اسحاق/ابن ہشام میں متعدد وجوہِ ضعف اور اسبابِ غلط پائے جاتے ہیں۔ وہ ابوطالب کو عبدالمطلب کے وصیت کرنے کے مسئلہ کو ہی مشکوک

---

[1] ملاحظہ ہو سیرت ابن ہشام ۱/۸، ۱۶، ۱۸، ۲۲، ۵۱، ۶۶، ۷۳، ۷۴، ۸۱، ۸۲، ۱۰۷، ۱۰۹، ۱۱۴، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۵۷، ومابعد

سمجھتے تھے، کیونکہ اس سے قبل وہ اور دوسرے اہلِ سیر و تاریخ خزاعہ سے عبدالمطلب ہاشمی کے معاہدۂ حلف میں بتا چکے تھے کہ عبدالمطلب ہاشمی نے اپنے فرزند اکبر زبیر بن عبدالمطلب کو وصیت کی تھی اور زبیر نے اپنے وقتِ آخر میں اپنے حقیقی بھائی ابو طالب ہاشمی کو۔ وصیت کے ضمن میں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ پدرِ معظم اور سربراہِ خاندان اپنے فرزند اکبر کو وصیت کرتا تھا۔ یہ عربوں ۔ جاہلی عربوں ۔ کی مسلّمہ روایت اور تہذیبی عادت تھی۔ کیونکہ بالعموم فرزندِ اکبر ہی اپنے باپ کا جانشین بنتا تھا۔ زبیر بن عبدالمطلب ہاشمی اگرچہ اپنے والدِ مکرم کے دوسرے بڑے فرزند تھے، مگر اپنے بڑے بھائی حارث بن عبدالمطلب ہاشمی کے واقعۂ فیل سے پانچ سال قبل وفات پا جانے کی بنا پر فرزندِ اکبر اور جانشینِ پدر بن گئے تھے اور عبدالمطلب ہاشمی کے بعد وہی ان کے وصی، جانشین، خاندانِ بنو ہاشم کے سربراہ، ان کے مناصبِ سیادت کے وارث بنے تھے۔[1] اس بنا پر اگر عبدالمطلب ہاشمی کو کفالتِ نبوی کے سلسلہ میں وصیت کرنی ہی تھی تو زبیر بن عبدالمطلب ہاشمی کو کرنی تھی۔ کیونکہ عبدالمطلب ہاشمی کی تمام ذمہ داریوں کی منتقلی ان کی طرف ہوئی تھی، لہٰذا یہ منطقی بات معلوم ہوتی ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت وحمایت اور پرورش و پرداخت اور تعلیم و تربیت کی وصیت زبیر بن عبدالمطلب ہاشمی ہی کو کی جاتی۔ اس کی تائید بلاذری، حلبی اور راموی کی روایات سے بھی ہوتی ہے۔ بلاذری کی روایت سے تو یہ واضح ہوتا ہے کہ تمام فرزندانِ عبدالمطلب کو آپؐ کی کفالت کی وصیت کی گئی تھی اور جناب زبیر و جناب ابو طالب کو خصوصی وصیت سے نوازا گیا تھا۔

ابنِ اسحاق و ابن ہشام کو بخوبی معلوم تھا، جس طرح دوسرے اہلِ علم و تحقیق پر واضح تھا، کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو حقیقی چچا تھے۔ یعنی زبیر اور ابو طالب، دونوں ہی جناب عبداللہ بن عبدالمطلب ہاشمی کے حقیقی بھائی تھے۔ ان تینوں کی ماں ایک تھیں یعنی فاطمہ بنت عمرو بن عائذ مخزومی، جو دراصل جناب عبدالمطلب ہاشمی کی اصل اہلیہ اور ان کے بیشتر بچوں کی ماں تھیں۔ راویانِ خوش بیان نے عبدالمطلب کی وصیت

---

[1] بحث اور حوالوں کے لیے ملاحظہ ہو: "عمِ نبوی زبیر بن عبدالمطلب اور سیرتِ نبوی، تحقیقاتِ اسلامی علی گڑھ جلد ۱۵ شمارہ ۳، ۲۷-۶۰

کی بنا اس رشتہ پر استوار دکھائی تھی کہ جناب ابوطالب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا تھے اور آپ کے والد ماجد عبداللہ مرحوم کے سگے بھائی۔ لیکن یہ آدھا سچ ہے۔ اس سے ابن اسحاق وابن ہشام واقف تھے اور اسی طرح دوسرے اہل علم بھی۔ لیکن حیرت انگیز بات ہے کہ اس موقع پر "وصیت عبدالمطلبی برائے ابوطالب" کے ماننے والے تمام راویان گرامی جناب زبیر بن عبدالمطلب کا ذکر نہیں کرتے اور یہ تاثر دیتے ہیں کہ جناب ابوطالب اکلوتے حقیقی بھائی اور اکلوتے سگے چچا تھے۔ بہرحال کم ازکم ابن اسحق نے ان راویوں کی روایت وصیت کو مشکوک سمجھا اور اپنے شک کا اظہار "فیما یزعمون" کا فقرہ بڑھا کر ظاہر کر دیا۔ ان دونوں امامان سیرت نے آدھے سچ کی روایت کو اپنی جانب سے بھی پروان چڑھایا۔ انھوں نے خود بھی پورا سچ بیان نہیں کیا اور یہ ظاہر نہیں کیا کہ جناب ابوطالب کے علاوہ جناب زبیر بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سگے چچا اور آپ کے والد کے عینی بھائی تھے۔

"آدھے سچ" کی روایت تمام دوسرے پیروان ابن اسحق وابن ہشام میں سرایت کر گئی اور انھوں نے دانستہ یا نادانستہ اس کو شہرت دی کہ صرف ابوطالب ہاشمی ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا تھے اور آپ سے بہت محبت فرماتے تھے۔ جن قدیم وجدید راویوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت نبوی کا تنہا شرف جناب ابوطالب ہاشمی کو اپنی طرف سے عطا کر دیا ہے ان سب کی روایات میں "آدھا سچ" موجود ہے۔ ان میں سے کسی نے یہ بتانا ضروری نہیں سمجھا کہ جناب زبیر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے انتہا محبت کرتے تھے۔ کفالت نبوی کے ضمن میں ان سب نے صرف ابوطالب کا ذکر کیا ہے۔ حیرت انگیز بات ہے کہ ان سیرت نگاران کرام نے کسی دوسری جگہ یہ اعتراف بھی کیا ہے کہ جناب زبیر بن عبدالمطلب جناب عبداللہ بن عبدالمطلب ہاشمی کے حقیقی بھائی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سگے چچا تھے۔ قاضی سلیمان منصور پوری ان میں سے ایک ہیں[1]

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قدیم وجدید سیرت نگاروں کے اس طبقۂ عظیم

---

[1] رحمۃ للعالمین ۲/۱۷ ومابعد

نے آدھا سچ بولنے پر کیوں اکتفا کیا۔ اس کی وجہ صاف اور سیدھی یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے والد ماجد ابوطالب ہاشمی کو کفالت نبوی کا تنہا شرف دینا چاہتے تھے۔ بیشتر قدیم وجدید سیرت نگاروں میں "حبِ علیؓ" کا عنصر موجود ہے، خواہ "بغضِ معاویہؓ" کا عنصر موجود نہ ہو۔ اگرچہ وہ بھی متعدد کے ہاں بالخصوص ابن اسحٰق وابن ہشام اور ان کے متبعین میں وافر مقدار میں موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بنو عبد شمس کو نظر انداز کرتے ہیں، وہ بہر حال طالبی خاندان کے طرف دار ہیں اور اس باب میں اتنے جانبدار ہیں کہ حقائق سے چشم پوشی بھی کر سکتے ہیں اور کر جاتے ہیں۔ ابن اسحٰق اور ابن ہشام دونوں اماما نِ سیرت کے ہاں جانبداری کا یہ عنصر خاصا نمایاں ہے اور شاید انھوں نے یہ دوسروں کو بھی بخشا ہے۔ حالانکہ یہ ہاشمی اور غیر ہاشمی رنجش کا شاخسانہ بھی نہ تھا۔ دونوں ہاشمی تھے۔ لیکن جانبداری نے ایک ہاشمی کا حق مار لینے پر اکسایا ہے۔ ان کے پیرو سیرت نگاروں نے بسا اوقات دانستہ یہ روشِ جانبداری اپنائی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ بعض کے ہاں نادانستہ در آئی ہو۔ صرف ایک مثال یہاں کافی ہوگی، کیونکہ یہ موضوعِ بحث فی الحال نہیں ہے۔ مناصبِ مکہ میں تمام اکابر قریش اور ان کے اہم خاندانوں کا بالتفصیل ذکر سب کے ہاں ملتا ہے، لیکن بنو عبد مناف میں عبد شمس اور ان کے بعد ان کے فرزندِ امیہ اکبر کے منصبِ قیادت پر فائز ہونے کا حوالہ کوئی نہیں دیتا۔ حرب بن امیہ اور ان کے فرزند ابوسفیان بن حرب کے صاحبانِ قیادت ہونے کا ذکر حربِ فجار اور غزواتِ نبوی کے حوالے سے کیا جاتا ہے۔ مگر مناصبِ مکہ وا کابرِ قریش کی جدولِ مناصب میں پھر بھی جگہ نہیں دی جاتی۔ عام صورت یہ ہوگئی ہے کہ قیادت کو منصب ہی نہیں سمجھا جاتا۔

تقابل کی فطرت بتاتی ہے کہ جناب ابوطالب ہاشمی اور ان کے خاندانِ ذی شان سے راویانِ سیرت اور مؤلفینِ کتب کی جانبداری کی حد تک دلچسپی اور ان کو ممتاز و منفرد بنانے کی سعی ایک تاریخی پس منظر بھی رکھتی ہے۔ ابوطالب ہاشمی کو طویل عمر ملی اور وہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نصف صدی تک وابستہ رہے۔ عہدِ جاہلی میں کفالتِ نبوی کے ذریعہ اور عہدِ اسلامی میں حمایت و نصرت نبوی کے حوالہ سے وہ آپؐ کی ولادت سے لے کر آپ کی پچاس سال کی عمر شریف تک ان دونوں سعادتوں سے

بہرہ ور ہوئے تھے اور فطری بات ہے کہ ان کا تعلق بعد کے حوالے سے زیادہ گہرا نظر آتا ہے۔ اس کے بالمقابل جناب زبیر بن عبد المطلب ہاشمی کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت و محبت اور حمایت و کفالت کا موقع صرف بیس پچیس سال تک ہی ملا، عہدِ جاہلی میں بھی ان کا حصہ ابوطالب ہاشمی کے حصہ کا صرف نصف سے کچھ زیادہ ہی ہو سکا تھا اور عہدِ اسلامی میں تو ان کا شرف صفر ہی رہا۔ مدتِ کار کی یہ تفریق دونوں اعمامِ نبوی کے حق میں بہت اہم حقیقت ہے۔

دوسری زیادہ اہم بات یہ رہی کہ جناب ابوطالب ہاشمی کو اسلامی عہد کے اولین دس برسوں میں حمایت و نصرتِ نبوی کا عظیم تر شرف ملا اور اس میں ان کا کم از کم اس دورِ حیات میں کوئی دوسرا شریک و سہیم نہیں ہے۔ یہ اسلام کی کس مپرسی کا زمانہ تھا اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا انتہائی مشکل دور، جب ہر چہار جانب سے اسلام اور پیغمبرِ اسلام پر عداوت و دشمنی، ظلم و زیادتی اور عدوان و سرکشی کی بارش ہو رہی تھی اور صرف ابوطالب ہاشمی کی ذات والا ہی تھی جو آپؐ کو حمایت و حفاظت فراہم کر رہی تھی اور اسلام سے دینی اختلاف رکھنے کے باوجود اس کی حفاظت کا سامان کر رہی تھی۔ بعد کے تاریخی تناظر نے جناب ابوطالب ہاشمی کو زیادہ امتیاز بخش دیا اور ان کو سب سے بڑے حامی و مددگارِ نبوی کا رتبہ دے دیا۔ ان کی مثال چڑھتے سورج کی تھی جس کے سامنے اترتے یا ڈوبتے سورج کی کرنیں اور زیادہ پھیکی اور بے جان دکھتی ہیں۔ زبیر بن عبد المطلب ہاشمی کا خاورِ شہرت اور خورشیدِ امتیاز ڈوب چکا تھا کہ وہ خود ہی تاریخ کی بھول بھلیوں میں گم ہو گئے تھے۔ ابوطالب ہاشمی کی بعد کی شہرت نے راویوں اور ان کے مولفین کے لیے یہ قابلِ قبول بنا دیا کہ وہ کفالتِ نبوی کا سارا شرف اور تمام تر سعادت ابوطالب ہاشمی کو بخش دیں اور انھوں نے بخش بھی دیا اور تاریخی تناظر نے اس پر مہرِ تصدیق لگا دی۔

اموی بلاذری اور حلبی وغیرہ دوسرے مؤلفینِ سیرت نے دوسرا جامع نقطۂ نظر پیش کیا ہے۔ اس میں بعض روایتی گرہیں اور تاریخی دقتیں موجود ہیں۔ ان کا تجزیہ و تحلیل اور تنقیح و تنقید کرنا ضروری ہے تاکہ تاریخی تناظر صحیح کیا جا سکے۔

اول یہ کہ ان میں متعدد روایات اور اقوال پائے جاتے ہیں۔ ان میں بظاہر

روایتی ضعف بھی پایا جاتا ہے کہ بعض کو "قیل" (کہا گیا) یا "یقال" (کہا جاتا ہے) کے فقرہ یا لفظ سے بیان کیا گیا ہے اور مجہول کا یہ صیغہ نشانِ ضعف ہے۔ لیکن یہ علامتِ تضعیف ابن اسحاق و ابن ہشام کے فقرہ جراحت۔ "فیما یزعمون"۔ سے کہیں کم نقصان دہ ہے۔ پھر یہ نشانِ ضعف اور علامتِ کمزوری راوی کے خیال میں ہے اور ضروری نہیں کہ وہ حقیقت میں بھی ضعیف روایت ہو۔ درایت کی بنیاد پر یہ ثابت کیا جاسکتا ہے کہ وہ اصلاً اور حقیقتاً ضعیف و مجروح روایت ہے یا اسے بنا دیا گیا ہے۔ جیسا کہ ابنِ اسحاق و ابنِ ہشام کی روایت درایت کی بنیاد پر بھی کمزور و ضعیف بلکہ موضوع ثابت ہوتی ہے۔

دوسرے یہ کہ بلاذری اور حلبی نے کفالتِ نبوی کے باب میں عبدالمطلب ہاشمی کے تمام فرزندوں کو وصیت کرنے اور دونوں حقیقی چچاؤں۔ زبیر و ابوطالب۔ کے بعد میں کفالت کا بار اٹھانے کی روایت بلا علامتِ ضعف بیان کی ہے۔ ان کے نزدیک یہی صحیح روایت ہے اور روایت کے علاوہ درایت کے ہر معیار پر بھی وہ کھری اترتی ہے کہ حقیقت کی عکاسی کرتی ہے۔

تیسرے، درایت کی بنیاد پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ زبیر بن عبدالمطلب ہاشمی اور ابوطالب ہاشمی نے مشترکہ طور سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت کی تھی جیسا کہ بلاذری اور ان سے زیادہ حلبی کی واضح روایت میں بیان بھی ملتا ہے۔ ان کی آخری روایت کا مضمون صاف ہے کہ عبدالمطلب ہاشمی کی وفات کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں حقیقی اعمام زبیر و ابوطالب نے کفالت کی اور جب چودہ سال کی عمر نبوی میں زبیر کی وفات ہوگئی تو کفالتِ نبوی کا تنہا شرف ابوطالب کو مل گیا ہے۔ زبیر بن عبدالمطلب ہاشمی کی وفات کے سنہ کے بارے میں یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ تحقیق بتاتی ہے کہ وہ آپؐ کی ۲۴ یا ۲۵ سال کی عمر تک زندہ تھے۔

چوتھے روایت اور درایت دونوں سے واضح و ثابت ہوتا ہے کہ دونوں حقیقی چچا تھے اور دونوں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے غایت درجہ محبت و انتہائی الفت رکھتے تھے، اگرچہ دوسرے اعمام و عمات کو بھی آپؐ سے بے پناہ محبت و

الفت تھی مگر ان دونوں کو حقیقی چچا ہونے کی بنا پر اوروں کے مقابلے میں زیادہ محبت تھی اور یہ ایک فطری بات ہے۔

پانچویں، روایت اور درایت دونوں سے واضح ہوتا ہے کہ زبیر بن عبدالمطلب ہاشمی کو آپؐ سے زیادہ محبت تھی اور وہ آپؐ پر زیادہ کرم گستری کرتے تھے۔ رسول اکرمؐ کے وہ سب سے بڑے چچا تھے اور آپؐ کے والدِ ماجد سے زیادہ وابستہ۔ یہی وجہ ہے کہ جناب عبداللہ بن عبدالمطلب ہاشمی کی شام سے واپسی پر بیماری وعلالت کے سبب یثرب میں قیام کرنے کی خبر جناب عبدالمطلب ہاشمی کو ملی تو ان کی تیمارداری اور دیکھ بھال اور واپس مکہ لانے کے لیے انھوں نے زبیر بن عبدالمطلب ہی کو یثرب بھیجا تھا۔ روایات کے اختلاف کے مطابق زبیر نے ہی اپنے بیمار برادر کی تیمارداری کی اور وہ جب جانبر نہ ہوسکے تو ان کو یثرب کی خاک میں سلانے کا کام بھی زبیر نے ہی انجام دیا تھا اور وہی عبداللہ مرحوم کا سامان تجارت بھی واپس لائے تھے۔[1]

چھٹے یہ کہ دوسری روایات بتاتی ہیں کہ جناب زبیر بن عبدالمطلب کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت الفت تھی اور وہ اپنے بچوں کی طرح آپ کا خیال کرتے تھے۔ وہ ان کو جھولا جھلاتے، لوری سناتے، کھانا کھلاتے اور دوسرے لاڈ پیار کرتے تھے اور یہ سب کفالتِ نبوی کے تقاضے پورے کیے بغیر ممکن نہ تھے۔ روایات کے دروبست سے واضح ہوتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا زبیر کے ساتھ ہی رہتے تھے۔[2]

ساتویں یہ کہ بعد کی زندگی میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح حضرت علیؓ اور دوسرے فرزندانِ ابی طالب ہاشمی کی دیکھ ریکھ اور پرورش وپرداخت فرمائی اسی طرح اپنے بڑے حقیقی چچا زبیر بن عبدالمطلب ہاشمی کی آل واولاد، خاص کر ان کی دختروں

---

[1] بلاذری ۱/۹۲؛ حلبی ۱/۵۰ ومابعد؛ دیاربکری تاریخ الخمیس، مکتبہ جمالیہ مصر غیر مورخہ ۱/۲۱۱؛ حارث بن عبدالمطلب کی موت کے لیے ملاحظہ ہو: بلاذری ۱/۷۹، ۱۳۸؛ تفصیلی بحث کے لیے ملاحظہ ہوں: عمِ نبوی زبیر بن عبدالمطلب اور سیرت نبوی۔

[2] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہوں مضمون: عمِ نبوی زبیر بن عبدالمطلب اور سیرت نبوی۔

کی کفالت فرمائی اور زندگی بھر ان کا خیال رکھا، ان کی مالی آسودگی کا انتظام کیا، ان کی شادیاں کروائیں اور ان سے صلۂ رحمی، حسنِ سلوک اور حسنِ تعامل کا وہ رشتہ استوار رکھا جو ایک محسن واحسان شناس ہی کرسکتا ہے۔ دراصل یہ بڑے اور عظیم و شفیق چچاؤں کے احسانات کا ایک طرح سے معاوضہ تھا جو آپؐ نے ان کی اولادوں کو عطا فرمایا تھا[1]

نویں یہ کہ بعض روایات میں قرعہ اندازی کا حوالہ ملتا ہے اور اس کے مختلف نتائج کا ذکر بھی کیا جاتا ہے۔ ایک یہ کہ قرعۂ کفالت ابو طالب کے نام نکلا، دوسرا یہ کہ زبیر کے نام نکلا اور تیسری تطبیق یہ کہ دونوں کے نام بھی اس نے شریک کر لیے اور اس کے نتیجے میں کفالت ایک نے کی یا دوسرے نے یا دونوں نے یکے بعد دیگرے، یہ روایت سے زیادہ راویوں کے قیاسات معلوم ہوتے ہیں۔ بات وہی ہے جو حلبی نے کہی کہ دونوں چچاؤں نے مشترکہ کفالتِ خصوصی کی، جبکہ بلاذری کے بیان اور دوسری روایات سے واضح ہوتا ہے کہ اس کفالتِ نبوی میں عمومی حصہ آپؐ کے دوسرے اعمام وعمات کا بھی تھا۔

دسویں یہ حوالہ کہ رسول اکرمؐ نے خود بنفسِ نفیس اپنے کفیل مکرم کا انتخاب فرمایا ناقابلِ یقین ہے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت آٹھ سال کے بچے تھے اور پھر آپؐ کے سامنے انتخاب کا موقع نہیں تھا کہ آپ سب کے چہیتے تھے اور آپؐ کو بھی اپنے دونوں چچاؤں سے خصوصی اور دوسرے اعمام سے عمومی صحبت و الفت تھی۔ لہٰذا آپؐ کے انتخاب کرنے کا سوال نہیں تھا۔ یہ شوشہ صرف اس لیے چھوڑا گیا ہے کہ جناب ابو طالب کی تنہا کفالتِ نبوی پر تصدیق و تائیدِ نبوی کی مہر لگائی جائے اور اسے حدیثِ نبوی کا درجہ دے کر بحث سے مبرا قرار دیا جائے۔

بہرحال حقیقت یہ ابھر کر سامنے آتی ہے کہ جناب عبد المطلب ہاشمی نے اپنی وفات کے وقت اپنے تمام فرزندوں کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دیکھ بھال اور پرورش و پرداخت کی عام وصیت کی اور جناب زبیر و ابو طالب کو خصوصی وصیت فرمائی۔ کہ وہ دونوں آپؐ کے والدِ مرحوم کے حقیقی بھائی اور آپؐ کے سگے چچا تھے اور دونوں

[1] ملاحظہ ہو مضمون: "عم نبوی زبیر بن عبد المطلب اور سیرت نبوی" نیز جمہرۃ انساب العرب، ۱۵؛ ابن سعد ۸/۴۶، ۴۷؛ اسد الغابہ

آپ سے ٹوٹ کر پیار کرتے تھے ان میں زبیر بن عبدالمطلب ہاشمی کو بوجوہ آپؐ سے زیادہ لگاؤ اور زیادہ گہری محبت تھی کہ وہ ذرا زیادہ قریب تھے۔ آٹھ سال سے چونتیس سال کی عمر شریف تک یعنی چھبیس چھبیس برس تک زبیر و ابوطالب دونوں نے آپؐ کی مشترکہ کفالت کی سعادتِ خاص پائی اور زبیر ہاشمی کے انتقال کے بعد جناب ابوطالب ہاشمی کو یہ تمغۂ امتیاز ملا[1] بعد کے طویل عرصہ میں رسولِ اکرمؐ کی کفالت و پرورش، تعلیم و تربیت، دیکھ بھال اور حمایت و نصرت نے ابوطالب ہاشمی کے کارِ خیر کو وہ خیرگی عطا کردی کہ جناب زبیر بن عبدالمطلب ہاشمی کی سعادت کا سورج گہنا گیا، حالانکہ وہ اولین کفیلِ نبوی تھے۔

---

[1] مفصل بحث اور حوالوں کے لیے ملاحظہ ہو مضمون "عمِ نبوی زبیر بن عبدالمطلب اور سیرت نبوی" تحقیقات اسلامی علی گڑھ

---

## اعلانِ ملکیت سہ ماہی تحقیقاتِ اسلامی - فارم ۴ رول ۹

۱- مقام اشاعت: پان والی کوٹھی، دودھ پور، علی گڑھ۔
۲- نوعیت اشاعت: سہ ماہی
۳- پرنٹر پبلشر: سید جلال الدین عمری
۴- قومیت: ہندوستانی
پتہ: پان والی کوٹھی، دودھ پور، علی گڑھ- یوپی
۵- ایڈیٹر: سید جلال الدین عمری
پتہ: پان والی کوٹھی، دودھ پور، علی گڑھ- یوپی
۶- ملکیت: ادارۂ تحقیق و تصنیف اسلامی
پان والی کوٹھی، دودھ پور، علی گڑھ- یوپی

**بنیادی ارکان کے اسمائے گرامی**

(۱) مولانا سید جلال الدین عمری (صدر)
دعوت نگر، ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی ۲۵
(۲) مولانا محمد فاروق خاں (رکن)
بازار چتلی قبر، دہلی۔ ۶
(۳) ڈاکٹر محمد رفعت (رکن) شعبۂ فزکس، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی
(۴) مولانا مطیع اللہ کوثر یزدانی (رکن)
دعوت نگر، ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی۔ ۲۵
(۵) ٹی کے عبداللہ (رکن) مالاتھن کنڈی ہاؤس، بلیری، کالی کٹ
(۶) ڈاکٹر حمید اللہ (رکن) مزمل منزل کمپلکس، علی گڑھ۔ یوپی
(۷) ڈاکٹر احمد سجاد (رکن)
طارق منزل، بریاتو ہاؤسنگ کالونی، رانچی
(۸) ڈاکٹر عبدالحق انصاری (رکن) الریحان، مزمل منزل، علی گڑھ، یوپی
(۹) محمد جعفر (رکن) ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی۔ ۲۵
(۱۰) ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی (سکریٹری)
فریدی ہاؤس، سرسید نگر، علی گڑھ۔ یوپی

مندرجہ معلومات میرے علم و یقین کی حد تک بالکل درست ہیں۔

**پبلشر: سید جلال الدین عمری**